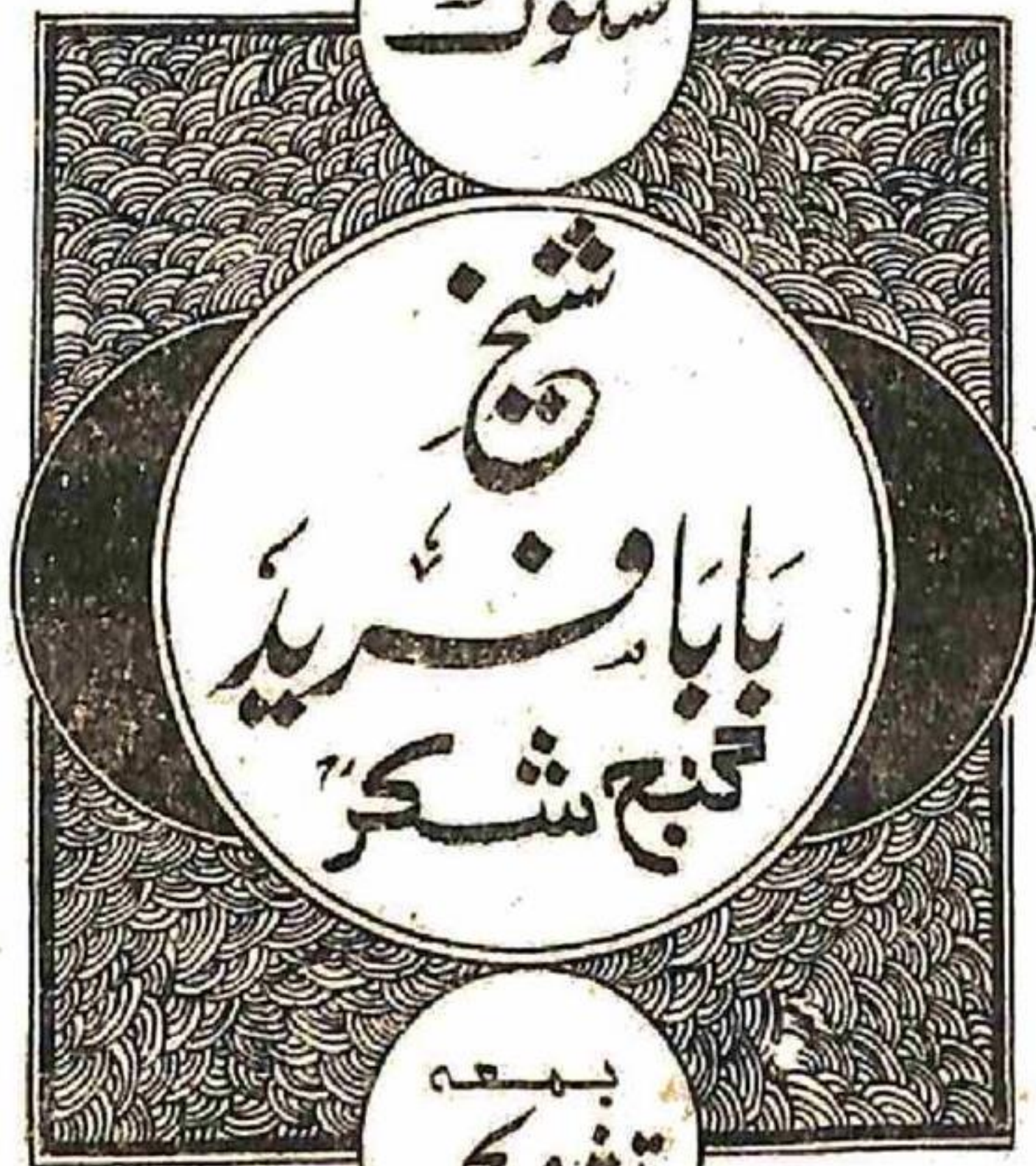




شاہ ک



شیخ
بابا و
تنبیج شکر

بہ
تشریح

خالد حسین - سیراستہ

ترتیب و تشریح

شیخ بابا فکری و گوشت

بمعنی تشریح *

ترتیب و تشریح *

خالد حسین * پروفیسر سیواسی فنگھ *

● شاید بخورده

جموں و کشمیر نجابی ساہت سبھا مالیمہ بازار ستری نگر *

مطبوعہ • مرکٹاٹلے پریس سرینگر

کتابت • محمد صدیق
(راہ بابا صاحب (بانی اول) سری نگر)

قیمت : پچاس پیسے

بابا شیخ فید الدین مسعود گنجشکر

ہندوستان میں متعدد روحانی سلاسل جاری رہے ہیں۔ ان سلاسل میں سب سے زیادہ مقبولیت سلسلہ چشتیہ کو حاصل ہوئی ہے۔ اس کی داغ بیل تو شیخ ابوالسحاق شامیؒ نے ۶۹۴ھ میں ڈالی تھی۔ لیکن اس کو پردان چڑھانے اور پھیلانے کا کام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے انجام دیا۔ اس سلسلہ مقدسیہ کی اہم کڑی خواجہ اجمیریؒ کے پیر مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے شروع ہوتی ہے جو ایک بار ہند بھی آئے، اور جن کے حکم پر خواجہ بندہ نواز ہندوستان تشریف لائے۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ نے اپنے مرید کامل حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کو سلسلہ چشتیہ کی گدی کا جانشین مقرر کیا۔ اور دہلی میں قیام کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ خواجہ بختیار کاکیؒ نے اپنے مرید حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجشکرؒ کو چشتی سلسلہ کی گدی سونپی۔

خواجگان چشتیہ کے یہ نامور بزرگسا اور پنجابی ادب کے بابا آدم ۵۶۹ ہجری بمطابق ۱۱۷۰ء میں پیدا ہوئے۔ اور ۹۵ سال کی لمبی عمر پا کر ۶۶۴ ہجری مطابق ۱۲۶۵ء میں وفات پا گئے۔ پڑے خواہر فریدیؒ میں آپکی ولادت کا سن ۶۱۱۷ء بتایا گیا ہے اور وصال کی عمر ۹۳ سال دی گئی ہے۔ "فوائد الفوائد" میں بابا جی کے انتقال کی تاریخ ۵ محرم دی گئی ہے۔ پاک پٹن ضلع ساہوال یا شگری۔ مغربی پنجاب (پاکستان) میں اس بھج بابا فریدؒ کے مزار پر ہر سال ۵ محرم کے روز ایک بہت بڑا میلہ لگتا ہے۔

"خواہر فریدی"۔ "سیار الادب"۔ "فوائد الفوائد" اور دوسرے تذکرہ نگاروں کے مطابق بابا فریدؒ کے آباؤ اجداد کاہل کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جب انکی دانا حکومت نہ رہی اور ان پر تاقیہ حیات تنگ کیا جاتے لگا تو حضرت بابا فریدؒ کے دادا قاضی شعیب اپنے تین فرزندوں اور تمام عزیز و اقارب کو ہمراہ لیکر لاہور تشریف لائے۔ حکومت وقت نہایت تعظیم سے پیش آئی اور انھیں ضلع "کوٹی وال" جسے "چاؤلی شاہج" بھی کہتے ہیں کا قاضی مقرر کر دیا۔ "کوٹی وال" آجکل ملتان کا ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ چنانچہ اسی گاؤں میں مسعودؒ کی ولادت ہوئی۔ بابا شیخ فرید الدین مسعود گنجشکرؒ بی بی قاسمہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کو نام مولانا جمال الدین تھا۔

تھا۔ اور بعض تذکروں کے مطابق کمال الدین سلیمان۔ آپ کی والدہ نیک سیرت خاتون تھیں۔ جنکی پاکیزہ زندگی عورتوں کے لئے مشعل راہ تھی۔ چنانچہ دین سے لگاؤ۔ باطن اور پاکیزہ زندگی مسعود کو اپنی ماں سے ورثے میں ملی۔
 تعلیم و تربیت کی غرض سے مسعود کو نشان کے بڑے دینی مدرسہ میں داخل کرایا گیا۔ آپ نہایت فہم تھے۔ فقور سے ہی عرصہ میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور عربی و فارسی کی کتب پڑھیں۔ نشان خان و نون علما و کامرکز تھا۔ چنانچہ آپ نشان کے جلیل القدر علماء تھے۔ کچھ علوم و فنون میں مشغول ہو گئے۔ ایک روز اتفاقات آپ کی ملاقات حضرت قطب الدین بختیار کاکی سے ہوئی۔ آپ نے خواجہ کاکی کی تاباں اور روشنائی پیشانی دیکھی۔ اور اپنا سران کے قدموں پر ڈال دیا۔ کاکی نے سراٹھا کر سینہ سے لگایا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ بیعت کے بعد سبب پیر و مرشد وہی جانے لگے تو مرید نے بھی وہی جانے کی تمنا ظاہر کی۔ لیکن مرشد نے ہمیں علوم و فنون کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا: بے علم درویش نہایت خطرناک اور نقصان دہ ہوتا ہے۔

تکبیل علوم کے بعد آپ نے ہندوستان سے باہر کئی ملکوں کی سیاحت کی۔ اور کئی نادلیا اللہ اور علماء سے ملاقاتیں کیں۔ سفر سے واپسی پر سیدہ دہلی اپنے پیر مرشد کے پاس تشریف لے گئے۔ مرشد نے آپ کو ایک الگ حجرہ دے دیا اور اس طرح آپ تربیت باطنی اور اصلاح میں مصروف ہو گئے۔ عشق و محبت کے یہ باطنی مسافر نفس کشی کرتے۔ ہے۔ کئی کئی روز نگار روزہ رکھتے۔ راتوں کو جاگ کر اور عبادت میں مصروف رہ کر اپنے مرشد کا دل کی نظر غایت کے طلبگار رہے۔ لیکن مرشد اپنے مسکن میں ہی گوشہ نشین رہے۔ مزید ٹرپ اٹھے۔ فریادیں سنیں۔ کھنکھائیوں کا گنگا۔ بے سود نہ ہو بڑا دیکھ بندے کے بھاگ عاشق صادق کا ثابت قدمی دیکھ کر آخر کاکی کی گھمبیر آنے۔ بہرہ شفقت سے بھری نظر آپ پر ڈالی۔ مسعود کو گلے لگایا۔ اور فرید الدین دہلوی بنا دیا۔ سارے پردے چاک ہوئے۔ دل متور ہوا۔ اور با با فرید متی میں کہہ اٹھے:

فرید! جنگل جنگل کیا بھوے دن کنڈاموڑے ————— دھار بھیا لے۔ جنگ کیا ڈھونڈے

پیر مرشد کے دھار کے بعد پہلے آپ ہنسی تشریف لے گئے۔ لیکن بعد ازاں اجودھن یا اجودھن میں مستقل طور پر سکونت اختیار کر لی۔ اجودھن بابا جی کی برکت سے بعد میں پاک پٹن کہلایا۔ پاک پٹن میں آپ کے تيام کی وجہ سے پنجاب و سندھ کے مولویوں میں تبلیغ اسلام میں کافی مدد ملی۔ آپ کی زندگی سرفراز، طریقت اور تصوف کی مزاج تھی۔ آپ نے دنیا داری میں رہتے ہوئے دنیاوی لالچ اور برائیوں سے منہ موڑا۔ ایک بار سلطان ناصر الدین آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ آپ کی صحبت سے اس قدر متاثر ہوا کہ چند گھاؤں کا فرمان اور کافی رقم دیکر ایک ذریعہ کو بھیجا۔ آپ نے جواب فرمایا: فرد تمندوں کو دو۔ ہمارے خواجگان جنت نے ان چیزوں سے چشمہ پر سیر کیا ہے۔ ————— با با فرید ایک کابل درویش تھے۔ آپ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے دور

تھے۔ آپ نے تین شادیاں کیں۔ آپ کے نکاح میں خاندانِ غلام مال کے بادشاہ غیاث الدین بن کی صاحبزادی بی بی یزیدہ بھی تھیں جنکے
 بطن سے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بعض تذکرہ نگاروں کے مطابق نو بچے پیدا ہوئے۔ لڑکوں کی اولاد خراب پھیلی۔ چنانچہ درگاہ
 نظام الدین اولیاء علی کے بتنے بھی پیرزادہ میں وہ سب آپ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے دورِ حیات میں مغلی اور
 شخصی بربریت نے دیش کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ اس حالت کو آپ یوں بیان کرتے ہیں۔

فرید اکبات آنا اگلا اکناں ناہیں توں اگے گئے سیانسن چوٹاں کھاسی کون

”خیر الما لباس“ کے مطابق اپنے تین کتابیں لکھیں جن میں آپ کا صوفیانہ کلام درج تھا۔ آپ نے اپنی مادری زبان پنجابی کے علاوہ فارسی اور عربی
 میں بھی شمار لکھے ہیں۔ پنجابی میں تو آپ ہی پہلے صاحبِ دیوان صوفی شاعر گزرے ہیں۔ چنانچہ پنجابی قوم آپ کو اپنے موتیوں بھرادی خزانے کا بابا آدم
 مانتی ہے۔ آپ نے آج سے پورے آٹھ سو سال پہلے پنجابی میں اپنی تیراٹے لکھے۔

کن میٹھ اھوت گل دل کافی گر دات باہر دے چانتاں دل اندھیاری راست

”انسانانہ گزرنے پر بھی آپ کا شریں کلام پنجابیوں کے دلوں سے دور نہیں ہوا۔ پنجابیوں نے آپ کے کلام کو اپنی روح کی غذا
 بنا دیا ہے۔ چنانچہ گورد گرنتھ صاحب میں بھی ”شوک شیخ فرید“ کے عنوان کے تحت بابا فریدؒ کے ۱۲ اشوک اور چار شہد دیئے گئے ہیں
 دو شہد راگ آس میں اور دو راگ سوہی میں ملتے ہیں جنہیں سہار سکھ بھائی بہن ہر روز کیرتن کی صورت میں گاتے ہیں۔ گورد گرنتھ
 کتاب میں دیئے گئے آپ کے کلام سے متعلق پنجابی دنیا میں کافی بحث و مباحثہ رہا ہے۔ کچھ محقق اس کلام کو شیخ فرید گنہ شکر کا بتاتے ہیں
 ہیں اور کچھ اسے برا جھلکتے رہے ہیں۔ لیکن تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کلام شیخ فرید الدین سود گنہ شکر کا ہی ہے۔ پنجابی سائت
 دا انہاس حقہ اول نامی کتاب میں اس کا تفصیل سے ذکر ہے۔ بابا فریدؒ کے کچھ اقوال زرین بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ جاہل و نادان کو زندہ نہال نہ کرو۔ ۲۔ موت کو کبھی اور کسی بھی جگہ نہ بھولو۔ ۳۔ نفس کو مال و دولت کے لئے ذلیل
 نہ کرو۔ ۴۔ جب اہل دولت کیساتھ بیٹھو تو دین کو فراموش نہ کرو۔ ۵۔ اپنے عیب پر ہمیشہ نظر رکھو۔ ۶۔ اگر عزت و سر بلندی
 کے طالب ہو تو فلسفوں اور شکستہ دلوں کے پاس بیٹھو۔ ۷۔ اگر نہیں آسودگی و آسائش کی ضرورت ہے تو صدمہ کرو۔ ۸۔ جو تم سے
 ڈرتا ہے اس سے ڈرو۔ ۹۔ اپنے خاندان کی حرمت و عزت محفوظ رکھو۔ ۱۰۔ باطن ظاہر سے عمدہ اور بہتر رکھو۔ و فریم
 اس کتابچہ میں ہم نے بابا فریدؒ کے جس پنجابی کلام کی تشریح کی ہے۔ وہ گورد گرنتھ صاحب سے لیا گیا ہے
 ہم بابا جی کے آٹھ سوویں سن ولادت پر ان کے کلام کے کچھ حصے کو آپ تک پہنچانے میں خوشی محسوس کر رہے ہیں

خالد حسین

ارچٹ دھیڑے دھن دری سا ہے لیٹے بکھائے
 ملک بے کئی سنی دامونہ دکھائے آئے
 چند سمانی کڈ پیتے ہڈاں کو کڑ کا سئے
 سا ہے بکھے نہ چلنی چند و کوں سمجھائے
 چند و سٹی مرن ور لے جاسی پر تائے
 آپن سہتی جوں کے کئے گل لگے دھائے
 والوں کی پیر سلاط کئی نہ سنیا لے
 فریدا کڑی پوندی کھڑا نہ آپ مہائے
 رخصت کی دہن کو موت کے فرشتے سے بیا ہے جانے والا وقت مقرر ہے۔ اس دن اعزائیل
 جس کے بارے میں پتا کرتے تھے۔ اپنی شکل آن دکھاتا ہے۔ وہ بڑیوں کو توڑ توڑ کر یعنی اذیت دیکر
 جان نکالتا ہے۔ ارے سبھائی! اپنے جان و دل کو سمجھاؤ کہ موت کا وقت ٹالا نہیں جاسکتا۔
 انسانی جان ایک دہن ہے اور موت اس کا دہا، جو اسے ضرور بیاہ لے جائے گا۔ تو خود وقت
 رخصت یہ کس سے گلے لگ کر دے گی۔

کیا تو نے نہیں سنا کہ پٹ سراط بال سے بھی باریک ہے؟ بابا فرید سمجھاتے ہیں کہ درویشی فقری
 پٹ سراط کی طرح ہی کٹھن راہ ہے۔ جس پر چلنا بہت ہی مشکل ہے۔ اے فرید! تمہارے کانوں میں
 آواز یہاں پڑ رہی ہیں کہ تو اپنے آپ کو یوں نہ ٹٹا۔ یعنی تجھے برائیوں اور گناہوں سے بچنے کے لئے گورو اور
 پیغمبر نصیحتیں کر رہے ہیں۔ تو ان کی طرف متوجہ ہو اور اپنی زندگی کو بے کار ضائع نہ کر۔

۲۔ فریدا دردِ دیسی کا کھڑی چلاں دنیا بھت
 پنھاٹھائی پوٹی کیتھے و نجاں گھت.....

۱۔ اے فرید! تو درویشی کے مشکل ترین راستے کو اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ دنیا داری کی راہ پر بھی گامزن ہے۔ تو نے تو دنیا داری کی گھٹری سر پہاڑی ہے۔ یہ چھوڑ کر اب تو کہاں جاسکتا ہے یعنی دنیا سے منہ موڑنا اور لاپ کو چھوڑنا، اسان کام نہیں ہے۔

۲۔ فرید! جسے توں عقل لطیف کا لے لکھ نہ لیکھ

آنپڑے گریبان میں سر سواں کر دیکھ

۳۔ اے فرید! اگر تو عقلمند ہے تو دوسروں کی برائیوں پر تنقید نہ کر۔ ان کی عیب جوئی نہ کر۔ بلکہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ کر تجھ میں کتنے عیب ہیں.....

۴۔ فرید! جو تیں مارن مکیاں تنہاں نہ مارے گھم

آنپڑے گھر جایتے پیرتیاں ذسے چم.....

۵۔ اے فرید! اگر تجھے کوئی مارے تو بدلے میں تو اس پر ہاتھ نہ اٹھا۔ بلکہ ان کے قدموں کو چومے اور اپنے گھر کو چلا آجائے۔ یعنی اگر کوئی دکھ دے تو بدلے میں اسے دکھی نہ کر.....

۶۔ دیکھ فرید! جو تہیا دارھی ہوتی سمجھو

اگوہا نیڑا آیا کچھ پار بہا دور.....

۷۔ اے فرید! دیکھ لے۔ اب تو دارھی سفید ہو چکی ہے۔ یعنی بوڑھا پا آچکا ہے۔ موت قریب ہے اور بچپن بہت دور جا چکا ہے.....

۸۔ فرید! خاک مہ نہ دیئے خاک کو جیڈ نہ کوئے

جیوندیاں پیراں تلے مویاں اوپر ہوئے

۹۔ اے فرید! مٹی کی برائی نہ کر۔ مٹی ایسی چیز کوئی بھی نہیں ہے۔ جب ہم زندہ ہوتے ہیں تو ہمارے پاؤں تلے ہوتی ہے اور مرنے کے بعد ہمارے اوپر۔

۱۸۔ فرید را بنیاد بھرتاں نیہوں کیا، بھرتاں گھڑا بنہوں

رچرچا بھرتاں لنگا یے چھپر ٹوڑے میہوں

اے فرید! اگر تو خدا کی بندگی کسی لالچ کی وجہ سے کرتا ہے تو یہ حقیقی عبادت نہیں ہے۔ جب

تم نے میں میں لالچ ہے تو خدا سے پیار جھوٹا ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کسی ٹوڑے بھوڑے پیت سے
گر بارش کا پانی نکلتا رہے تو ایسی پیت کے نیچے کتنی دیر گزر سکتی ہے۔

۲۰۔ فرید! جنگل جنگل کیا بھوڑے ون کنڈاموڑے

وہی رب پیدا لیئے جنگل کیا ڈھونڈوڑے

اے فرید! جنگلوں میں پھرنے سے کیا حاصل ہوگا۔ جنگل جنگل پھرنے سے کچھ خدا نہیں ملے گا

وہ تو تمہارے دل میں پیر کے ہوئے ہے۔ تو اسے جنگلوں میں تلاش نہ کر۔

۲۱۔ فرید! رایتی وڈیاں دکھ دکھ آکھن پاس

دھڑک تنناں وا جیو بیا جہاں وڈالی آس

اے فرید! لمبی راتوں میں جسم کا انگ انگ دکھنے لگتا ہے۔ کسی غیر کی آس لگائے رہنے

سے انسان کو سخت تکلیف ہوتی ہے۔ یعنی جو لوگ غیروں پر تکیہ کرتے ہیں۔ کسی بیگانے کی آس امید

پر جیتے ہیں، ان کا جینا تو ایک لذت ہے۔ بابا جی کا ارشاد ہے کہ صرف ایک خدا پر بھروسہ کیا جائے

اور اس پر تکیہ کیا جائے۔

۲۲۔ فرید! لوڑے دا رخ بجور بیاں کرکے نیچے جیٹ

ہنڈے آدن کتابیں دا پیرا لوڑے پیٹ

اے فرید! عبادت کے بغیر سکھی جین کی امید رکھنا اس جاٹ کی مانند ہے جو بڑا لیکر

ہے اور بھنور کے علاقہ کا بڑھیا انڈور کھانا چاہتا ہے۔ ساری عمر آدن کا مارتا ہے۔ لیکن پہننے

کے لئے ریشم چاہتا ہے۔

۲۴۔ فرید اگلیئے چکر دور گھر زناں پیارے نیہوں

چال تال بچھے کھلی رہاں تال تو مٹے نیہوں

اے فرید! محبوب کا گھر دور ہے اور گلی میں کیڑا ہے۔ اگر میں اپنے محبوب سے ملنے کو جاتا ہوں تو بارش کی دھبہ سے میری کھلی بھیگ جاتی ہے اور نہ جاؤں تو میرا پیار ٹوٹ جاتا ہے یا فرید؟ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا ایک گلی ہے جس میں لالچ، برائی اور کئی دنیا دی گناہوں کا کچرہ ہے جو محبوب الہی سے ملنے میں رکاوٹ کا باعث بنتا ہے۔ یعنی یہ چیزیں خدا کی عبادت سے انسان کو دور رکھتی ہیں۔ اور ان چیزوں سے ہر انسان کا واسطہ پڑتا ہے۔ چنانچہ اگر انکی جانب توجہ مرکوز نہ رہے تو خدا سے ٹھٹھا جاتا ہے۔

۲۵۔ بچھو سچو کھلی الٹے در سو ملہنہوں

جائے ملال تال سبھاں تو ٹوٹا ہی نیہوں

میری کھلی بے شک بھیک جائے۔ اللہ تعالیٰ مہینہ بھی برساتا رہے۔ میں تو اپنے ساجن سے ضرور ملوں گا۔ تاکہ میرا پیار ٹوٹ نہ جائے۔ یعنی بلا شک دنیا برائیوں کا گھر ہے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ خدا سے سچی لوگ کاتے ہیں۔ ان کے راستے میں نفس پرستی اور دوسری دنیاوی برائیاں حائل نہیں ہوتیں۔

۲۶۔ شکر کھنڈ لوات اگر ما کھیوں ما جھاودو

سے وستو مٹھیاں رب نہ چن ترہ

شکر، کھانا، مہری، اگر، شہر اور بھینس کا دودھ یہ سب چیزیں بہت میٹھی ہیں، لیکن اے فدائیر نے نام کی مٹھاس ان سب سے زیادہ ہے۔

۶۸۔ فریداروٹی میری کا سٹھ کی لاڈن میری سٹھ کا
چنناں کھادی چو پیری گھنے سہن گے دیکھ

اے فریداروٹی میرے پاس کھانے کے لئے روٹی کا سٹھ کی ہے اور تھوک میرا سان ہے
اور جو لوگ دنیا میں لذیز پچوان کھاتے ہیں انہیں اتنے ہی زیادہ دکھ پھیلنے پڑتے ہیں۔ یعنی اپنے
ذائقے سے کھائی ہوئی روکھی سوکھی روٹی زیادہ بہتر ہے۔ نیک کھائی سے حاصل کردہ سادہ روٹی زیادہ
تکلیف دیتی ہے۔ اس سے زندگی سورتی ہے۔ انسان خوش و خرم رہتا ہے۔ لیکن اگر غلط کھائی سے
ذرت بخش کھانے کھائے جائیں۔ تو انسان روکھی رہتا ہے۔ ایسے کھانوں کا پس کا آئینہ خوار کر دیتا ہے
۶۹۔ روکھی سوکھی کھائے کے سٹھ ڈاپانی پی او

فریداروٹیکھ پیری چو پیری منہ ترسائے جی او

اے فریداروٹی! اپنے ہاتھوں سے کھائی ہوئی روکھی سوکھی روٹی کھا کر سٹھ ڈاپانی پی
لے اور اسٹی پر فصاحت کر۔ دوسروں کی لذیز روٹی دیکھ کر اپنا دل منہ ترسا
۷۰۔ جو بن جانے نہ ڈراں جے سوہ پر میت نہ جائے

فریداروٹیکتی جو بن پریت بن سک گئے گملائے

اے فریداروٹی! مجھے جوانی کے گزر جانے کا ڈر نہیں ہے۔ اگر محبوب سے میرا پیار سلامت رہے
اس کے ٹوٹ جانے کا غم نہ ہو تو بلا شک میری جوانی بیت جائے۔ پیار کے بنا کتنی ہی جوانیاں
سوکھ کر مر چکا گئی ہیں۔

۷۱۔ برہما برہما آکھتے برہما توں سلطان

فریداروٹیکتی برہما نہ او تہجے سرتن جاسان

اے فریداروٹی! سبھی بھائی کو کوستے ہیں۔ لیکن تیرے لئے تو بھائی سلطان ہے۔ برہما سے

بڑی چیز کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ جس شریہ میں ہر ہاکی پڑا نہیں ہے۔ جہرائی کا غم نہیں ہے۔ وہ
کسی نشان یا قبرستان سے کم نہیں۔۔۔

۳۸۔ فرید چار گویا ہند کے چار گویا
لیکھا رب منگیسیاتوں آہوں کیر کم

اے فرید! دین کے چار پہر تو نے دوڑ دھوپ میں اور رات کے چار پہر
سو کر گنوا دیئے۔ فراخجہ سے حساب مانگے گا کہ تو دنیا میں کس کام کے لئے آیا تھا۔ تو تو کیا جواب
دے گا؟

۳۹۔ فرید ابار پر اسے بیٹھا سائیں مجھے نہ وہ

جسے توں ایوں رکھی جیتو سر و لب
اسے فرید! اپنے خدا سے کہہ (اے دنیاوی عیش و آرام کی خاطر) مجھے پر اتے در پر بیٹھنا نصیب
نہ کر۔ اگر تو نے مجھے غیر کا نتائج رکھنا ہے تو میرے جسم سے جان نکال لے۔ یعنی دوسروں کا محتاج
بننے سے ترموت اچھی ہے۔

۴۰۔ فرید ادیکھ کیا ہے جو تھپتھپا ہے سر تھپتھپا ہلا

کھادے ار کا غدرے گئے کو تھپتھپا ہ

مندے محل کریند بیاں ایہ سجاے تنہا

اے فرید! دیکھ، کہ کپاس کو جب بیلنے میں ڈالا جاتا ہے تو اس کی کیا حالت ہوتی
ہے۔ اسی طرح جب تیلوں کو گتھوں میں ڈالا جاتا ہے تو ان پر کیا ہوتی ہے۔ یوں ہی گتے کا غدر
مٹی کی مانند اور کوئلوں کا بھی یہی حشر ہوتا ہے۔ چنانچہ یہی سزا ان لوگوں کو بھی ملتی ہے جو میرے
اعمال کرتے ہیں۔

۵۹۔ فرید اپنی محبت نہاں گن تے کھڑے دوسار

مت سمرندہ رتھو ہی سائیں شے دربار

اے فرید! بڑے کام چھوڑ دے۔ ان سے کوئی فائدہ نہیں ملتا۔ ایسا نہ ہو کہ تمہیں

ملک کے دربار میں شرمندہ ہونا پڑے۔

۶۰۔ فرید صاحب دی کیر چاکری دل دی لایے بھرانہ

درویشاں نوں لوڑیئے رخاں دی چسپیر اند

اے فرید! نفس پرستی چھوڑ دے۔ دنیاوی سکھ آرام بھول جا۔ اپنے دل سے

ایسے بھرم نکال۔ اور صرف خدا کی عبادت کر۔ سچی عبادت ہی درویشی ہے۔ اور درویشوں

کا حوصلہ درختوں کی طرح بلند ہونا چاہیئے۔ مضبوط ہونا چاہیئے۔ بالکل درختوں کی جڑوں ایسا۔

۶۱۔ فرید کا۔ لے مینڈے کپڑے کالا مینڈا دیس

گنہیں بھریا میں پھراں لوک کہے درویش

تیرے کپڑے کالے ہیں۔ پورا پیر میں ہی کالا ہے۔ اور تو گناہوں سے بھرا ہوا ہے

پھر بھی اے فرید! لوگ تجھے درویش کہتے ہیں۔ اس شلوک میں بابا جی کی انکساری دیکھیئے۔

فرید بے نوا جاکتیا ایہ نہ بھلی ریت

کب ہی چل منہ آیا تنجے دست مہبت

بلکہ فرید اپنے آپ کو کوسے ہوئے کہتے ہیں کہ تو بے نماز رہتا ہے۔ بے نماز رہنا کوئی

بھلی ریت نہیں ہے۔ نماز تو کچھ پر خدا نے فرض قرار دی۔ اور تو ایسا گناہ کار ہے۔ جو نماز پنجگانہ

ادا کرنے کوئی سجدہ تک نہیں آتا۔ اس شلوک میں بابا جی یہ سمجھاتے ہیں کہ احکامات خداوندی پر

عمل نہ کرنا گناہ عظیم ہے۔ ایسے شخص اور کتنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اٹھ فرید انجوساج صبح نواج گزار

جوسیر سائیں منہ نوے سو ہرکپ اتار

اے فرید! اٹھ۔ غنید سے بے دار ہو، دندو کر اور صبح کی نماز ادا کر۔ جوسر خدا
کے آگے نہیں جکتا۔ اسے کاٹ دو۔

جوسیر سائیں منہ نوے سو ہرکپ کبجے کائیں

کئے، مچھو جلائیے بالن سندے تھائیں

جوسرا اپنے رب کے آگے نہ جھکے، اسے سجدہ نہ کرے۔ اسے کیا کرنا چاہیئے؟ اس
کا جواب بھی بابا فرید آپ یوں فرماتے ہیں کہ وہ سر بانڈی پکانے کے لئے جو لمبے میں بالن کے
طور پر جلانا چاہیئے۔

فرید اکتھے تینڈے ماپیا جتی توں بیٹے ادے

تیں پاسوں ادہ لدر گئے تو ایتے منہ پتی نوے

اے فرید! تمہارے ماں باپ کہاں ہیں؟ جنہوں نے تمہیں جنم دیا۔ وہ تو تجھ سے کب کے
جدا ہو چکے ہیں۔ کیا تجھے ابھی یقین نہیں ہوتا۔ یعنی یہ دنیا فانی ہے۔ اگر ماں باپ چلے گئے ہیں تو تجھے بھی
موت کا کام پنا ہوگا۔ یہ دستور جہاں ہے۔

چلن چین رتن سے سینیر بہ گئے

ہیڑے متی دھاہ سے جانی چل گئے

بابا فرید ضعیف العمری کی حالت کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جوانی میں جن
اجزائے انسان کو بڑا گمان ہوتا ہے۔ وہی بڑھاپے میں اس کا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ ٹانگیں، دانت
آنکھیں اور کان یعنی چلنے پھرنے، چبانے، دیکھنے اور سننے کے اجزائے کار ہو جاتے ہیں۔ اپنی طاقت

کھو بیٹھتے ہیں۔ انسان اپنی ناتوانی پر اسر بہا رہتا ہے۔ جسم چلتا ہے کہ اس کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے
ہیں۔ اس لئے اے انسان! کچھ کسی بھی بات کا گھنٹہ نہیں ہرنا چاہیئے: خدا کی ذات بڑی بے نیاز
۷۸۔ فریڈا بڑے واسطیلا کر ختم من نہ ہنڈاٹے

دیہی روگ نہ لگئی چلے سب کچھ پاسے

اے فریڈا! بڑے انسان سے بھی بھلائی کر غصے کو من میں پناہ نہ دے۔ یہ بری
چیز ہمیشہ کے لئے تھوک دے۔ ایسا کرنے سے تمہارا جسم بیماریوں سے پاک رہے گا اور تمہارے
پاس سب کچھ محفوظ رہے گا۔ اچھائیوں کا خزانہ ہمیشہ تمہارے پاس بھرا رہے گا۔ تمہارا جیون
سنور جائے گا۔

۸۱۔ فریڈا میں بچا نیا دکھ مجھ کو دکھ سبایئے چمک

اوپے چڑھ کے دیکھیا تاں گھر گھرا میھاگ

اے فریڈا! تم نے سمجھا تھا کہ ایک تو ہی دکھی ہے۔ پر دکھی تو سارا جہاں ہے۔ اور جب
تو نے ذرا اوپر اٹھ کر دیکھا۔ دنیا کی طرف نظر کی۔ بڑے غور و فکر سے شاہرہ کیا ترپتہ چلا کہ یہ آگ۔
تو ہر گھر میں لگی ہوئی ہے۔ یعنی ہر انسان دکھی ہے۔

۸۸۔ فریڈا ایسے تن بھونکناں انت انت دکھ کون

کتنی بچے دے رہاں کتنی و گے سپون

اے فریڈا! یہ جسم تو بھونکتا رہتا ہے۔ کون روز روز اس بھونکنے سے دکھی ہوتا پھرے
تو کانوں میں روئی ڈال لے تاکہ تو یہ شور سن ہی نہ سکے۔ بابا فریڈا! نفس پر قابو پانے کی تلقین کرتے ہوئے
فرماتے ہیں کہ انسانی جسم دنیاوی خواہشات سے بھرا ہے۔ یہ نفسیاتی خواہشات ہر وقت انسان کو
تنگ کرتی رہتی ہیں۔ لیکن نفس پر قابو پانے سے اور اپنی خواہشات کو تلف انداز کرتے سے ہی انسان کا

گمراہ ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ جس نے اپنے نفس پر قابو پا لیا، اس نے خدا کو پایا۔

۹۰۔ فرید راتن سر کا پنجر تھنیا تلپاں کھوٹوں کا گ

انیسے سو رہا نہ ہو ہر مریا دیکھو بندے کے بھاگ
اسے فرید! تو یاد الہی میں اس قدر کھو چکا ہے کہ تمہارا تن سوکھ کر ایک پنجر کی صورت
اختیار کر گیا ہے۔ کوئے تمہارے تلے نوچ رہے ہیں۔ پھر بھی تو اپنی قسمت دیکھ کر اب بھی
کچھ اپنے رب کا دیدار نصیب نہیں ہوا۔

۹۱۔ کا کا کرنگ دھندو لیا سگلا کھا تو اس

ایک دو دنیاں امت چھو ہو پر دیکھن کی اس
اسے کوئے! تو نے تو میرے جسم کا پنجر تھان مارا ہے۔ اور سارا گوشت کھا ڈالا ہے۔ لیکن
ان دو آنکھوں کو نہ چھوٹا۔ کیوں کہ انہیں اپنے پیارے محبوب (خدا) کے دیدار کی آس ہے۔

۹۲۔ کا کا چوڑا نہ پنجرہ لیسے تاں ادر جائے

چت پنجرے میرا شوہ لیسے ماس نہ ترو کھانے
اسے کوئے! میرا جسم جو ہڈیوں کا ایک پنجر بن چکا ہے۔ اسے اور نہ نوچ تو اب اڑ جا
کیوں کہ یہ تو تیسرے میں ہے۔ اس پنجر میں تو میرا محبوب رہا ہے۔ اس لئے اس کا گوشت کھانا
نہیں کئے اچھا نہیں ہے۔

۹۳۔ کندری آتے خطر کچر گ بنے دھیر

فریدا کچے بھانڈے رکھتے کچر تائیں ہنیر

دریا کے کنارے لگا درخت کتنی دیر کھڑا رہ سکتا ہے۔ اسی طرح اسے فرید! کچے برتن میں
پانی کتنی دیر ٹھہر سکتا ہے۔ بابا جی نے انسانی جسم کو کچا برتن کہا ہے کہ اس میں روح کتنی دیر رہ کر

گی۔ آخر اس نے اس ٹی کو چھوڑ جانا ہے۔ انسانی جسم کی طاقت لمحہ بہ لمحہ ذائل ہوتی ہے اور موت کی ندی اسے ایک نہ ایک دن ضرور بہا لے جائے گی۔

فرید محل نسخن رہ گئے واسا آیتل ۹۷۔

گوراں سے نہا نیاں بہن روہاں مل
آکھیں سیخا بندگی چلن ارج کہ کل

اے فرید! موت کے آنے پر محل خالی رہ جاتے ہیں۔ اور ان محلوں کو چھوڑ کر انسان کو زمین کے نیچے بے گناہ پڑتا ہے۔ پھر قبروں میں روتیں اپنا ٹھکانا بنا لیتی ہیں۔ اے شیخ! تو بھی خدا کی سچی عبادت کر۔ کیوں کہ تجھے بھی آج یا کل اس بہانہ فانی سے جانا ہے۔

فرید اتنا مکھ ڈراؤ نے بنا دوسارین ناؤں ۱۰۶
ایتھے دکھ گھنہ ریا گے ٹھوہر نہ ٹھاؤں

اے فرید! جو خدا کا نام لینا چھوڑ دیتے ہیں، اُسے بھول جاتے ہیں۔ ان کے منہ بھڑے اور ڈراؤ نے سے لگنے لگتے ہیں۔ انھیں اس دنیا میں بھی بے شمار مصیبتوں کو بھیلنا پڑتا ہے اور اُس دنیا میں بھی اُن کا کوئی ٹھکانا نہیں ہوتا۔

فرید! پچھل رات نہ ہا گیرے جیونڈرو موہیوے ۱۰۷
جے تین رب دوسار یا تاں رب نہ دسیر سوے

اے فرید! اگر تو رات کے کچھلے پہر نہ جاگے، یعنی علی الصبح اٹھ کے خدا کی عبادت نہیں کرتا تو میری زندگی ایک مردے کے برابر ہے۔ تو اس طرح جیتے جی ایک مراموا انسان ہے۔ اگر تو نے خدا کو بھلا ڈالا ہے۔ لیکن خدا نے تجھے نہیں بھلایا ہے۔ یعنی پروردگار تیرے اعمال پر نگاہ رکھتے ہوئے ہے۔

صبر کمان اے صبر کافی ہستو
صبر سدا بان خالق خطاستہ کرمی

جس شخص کے دل میں صبر کی کمان ہو، صبر کا چلہ ہو (کمان کو جو ٹرنے والا دھماکہ) اور صبر کا
ہی تیر ہو تو خدا اس کا نشانہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ بابا فرید! فرماتے ہیں کہ خداوند برحق صبر کا پھل ہر دور
دیتا ہے۔

صبر ایہو سو اوجے تول بندہ دروہ کرے
ودھ تھیلوے دریا دروہ نہ تھیلوے داہرہ

اے بندے! صبر ہی زندگی کا حاصل ہے۔ اگر تو صبر پر کامل یقین رکھ کر دیکھ گا تو تو ایک دریا
کی صورت اختیار کرے گا۔ یعنی با صبر زندگی سے تو ساری دنیا کا پیار پائے گا۔ تیرا دل دریا ہو جائے
گا۔ اس کے برعکس جو تو صبر کا دامن چھوڑ دے گا تو ایک چھوٹے نالے کی مانند ہو جائے گا۔

سرور پنکھی ہیکڑو پھاپی وال پچاس
ایہہ تن لہری گڈ تھیلنا پچے تیری آنس

اس دنیا دی تالاب میں انسان اکیلے پنکھی کی طرح ہے۔ اور اسے اپنے جال میں پھانسنے
والی پچاسوں برائیاں ہیں۔ دوسرے صبر سے میں بابا فرید خود سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں
کہ تیری زندگی ان گناہوں کی لہروں میں پھنسی ہوئی ہے۔ اے بچے رب! ان سے چھٹکارا حاصل
کرنے کے لئے اب کچھ بن کوئی نہیں ہے۔

کون سو اکھر کون گن کون سو نیاں منست
کون سو ویسو ہونکری جت دس اٹے کشت

وہ کون سا حرف ہے۔ کونسا دھف ہے، کون سا نتر ہے اور وہ کون سا روپ ہے
جس کے عمل میں لانے سے میرا محبوب میرے بس میں آجائے۔

۱۲۷۔ نیون سو اکھڑ کھوٹ گن آہیا دنیاں مذہبست
ایہ ترے بہنیں و پس کرتاں دس آوی گزرت

۱۔ بابا انری اور علی وہ فقط ہے، بیواشت کرتا وہ وصف ہے اور پٹھا بوا ۱۲۵
بڑا ستر ہے جس کی دہ سے تو اپنے خوب کو اپنے ب سے کر سکتی ہے۔ بابا جی نے این دونوں
شادکوں میں بیوی اور خاوند کے تعلقات کی مثال دیکر سمجھایا ہے کہ جس عورت میں یہ تینوں خوبیاں
ہوں گی وہ اپنے خاوند کا پیار حاصل کر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر یہ اچھائیاں انسان میں ہوں، تو
وہ خدا کو پاسکتا ہے۔

۱۲۸۔ مرت ہو ندی ہو کے ایامہ، تان بلو ندے ہو گزرتانہ
ان ہو ندے اپ دندائے کوئی ایسا بھگت سرائے

جو انسان عقل مند ہوتے ہوئے بھی انجان بنا رہے۔ اپنی عقل و فہم پر غور نہ کرے۔
طاقتور ہوئے بھی اپنے کو کمزور سمجھے، یعنی اپنی طاقت کا بے جا استعمال نہ کرے۔ اور کچھ پاس
نہ ہوتے ہوئے بھی، اپنا سب کچھ دوسروں کے لئے وقف کر دے۔ وہی سچا بھگت کہلاتا ہے۔

۱۲۹۔ اکا بھکا نہ گالائے سبھتاں میں سچا دھنی
ہیا و نہ گہی سٹھا ہے، مانک سبھتاں مولوے

ایک بھی کڑوا بول نہ بول۔ سب انسانوں میں سچا مانک بس رہا ہے۔ کسی کا دل نہ دکھا
کیونکہ انسانی دل انمول موتی ہیں۔

۱۳۰۔ سبھتاں من مانک ٹھاہن مول چانگوا۔ جے تو پر یاد دی رکھا ہیا و نہ ٹھا، گہنہرا
سب جانداروں کے دل موتیوں کی جیسی ہیں۔ کسی کو دکھ دینا اچھا نہیں۔ اگر تجھے اپنے پیارے رب
سے ملنے کی لگن ہے، تو کسی کا بھی دل نہ دکھا۔

اساتذہ فریدی

نوٹ: گورو گرتھ صاحب میں بابا فرید کا یہ کلام بھی
درج ہے۔ گورو گرتھ صاحب میں درج سارا کلام موسیقی کے
مختلف راگوں کی بنا پر ترتیب دیا گیا ہے۔ چنانچہ شیخ فرید
کا یہ کلام آسا راگ میں ہے *

دلہنوں محبت جن سے ای سچیا
جن من ہنورہ مکھ ہو راسے کانڈرے کچیا
جو سچے دل سے لو لگاتے ہیں۔ وہی خدا کے سچے عاشق ہیں۔ جن کے دل میں ایک بات
اور زبان پر دوسری بات ہو۔ وہ سچے عاشق ہیں۔

رستے عشق خدا سے رنگ ویدار کے
وسریا جن نام تے بھوئے بھار تھلے
سچے عاشق خدا کے دیدار کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور بھوئے عاشق خدا کو بھول کر
اس زمین پر ایک بوجھ بنے ہوئے ہیں۔ ا۔۔۔ راؤ زراؤ سے مراد یہ ہے کہ ذرا کو۔ اور
شعر کے مفہوم پر غور و فکر کرو)



آپ لئے لڑائے درویش سے
تن دھن جینداری ماؤ آئے سہیل سے

وہ درویش جو سچے عاشق ہیں۔ انہیں اپنے محبوب (خدا) نے اپنے دامن میں سمولیا
ہے۔ یعنی اپنا بنالیا ہے۔ ایسے درویشوں کو جہنم دینے والی ماں خوش قسمت ہے اور ان کا دنیا میں
آنا ایک نیک فعل ہے۔



پرو و گار، اپار، اگم، ایجو، انت، تو
جنہاں کچھ تا سچ چھاں پیر مولا

اے پرو و گار! تو خدا رکھ رہے۔ بخیر تیر کسی کی پرو کچ یا رسائی نہیں۔ اور تیر
کوئی انت نہیں پاسکتا۔ جن لوگوں نے تیری حقیقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ میں ان کے
قدم چومتا ہوں۔



تیری پناہ خدا سے توں بخشندگی
شیخ فرید سے شیر و بجئے بندگی

اے خدا! تیرا ہی آسرا ہے۔ تو ہی بخشنے والا ہے۔ شیخ فرید کو بھی یہ بھیک
دے کہ وہ تیری بندگی کرتا رہے۔